السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علمائے دین ارشاد فرمائیں کہ ایک نابالغہ لڑکی کے دو ولی ہیں، ایک اقرب یعنی باپ اور دوسرا ابعد۔ اور ولیِ ابعد ہمیشہ اس لڑکی کی خبر گیری کرتا رہا اور ہر طرح سے سلوک و پرورش کی اور نہایت شفقت سے رکھا اور وہ دیندار و عاقل بھی ہے جبکہ ولی اقرب نے کبھی اس سے سروکار نہیں رکھا اور نہ ہی کبھی اس کی خبر گیری کی بلکہ جہاں اس پر کبھی دستِ شفقت نہیں رکھا وہاں فاسق و بے ہودہ بھی ہے۔

اب ولی ابعد اس کا ایک جگہ نکاح کرنا چاہتا ہے تو ولی اقرب مانع ہے جس میں سراسر لڑکی کا نقصان متصور ہے، کیا اس کا منع کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ اور اس کی اجازت کے بغیر ولی ابعد اس کا نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جان لیجئے کہ شرع میں ولایت کی بنیاد صغیرین کی خیر خواہی و شفقت اور ولی کی عقل پر ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ صغیرین کی عقل ناقص و غیر تام ہوتی ہے۔ اگر ان کو تصرفات کا اختیار حاصل ہو تو وہ اپنی بے عقلی کے سبب اپنا بہت نقصان کر لیں۔ اس لئے ان کو تمام قسم کے تصرفاتِ جانی و مالی جیسے نکاح و بیع اور ہبہ وغیرہ سے شارع نے روک دیا ہے اور ان کی باگ ایک شخص کے ہاتھ میں دی ہے جو ان کا سب سے زیادہ خیر خواہ اور مشفق و عاقل ہے، تاکہ ان کے حق میں اپنی فہم کے مطابق بہتر معاملہ کرے اور ضرر سے محفوظ رکھے۔ اس میں سراسر لحاظ صغیرین کی بہبود کا رکھا گیا ہے اس سبب سے جو شخص اگرچہ بالغ لیکن مسرف و احمق اور بے عقل ہو تو اس کو بھی شارع نے اسی مآل اندیشی کے لحاظ سے جو صغیرین میں ملحوظ رکھی ہے تمام تصرفات سے منع کر دیا ہے۔ ہدایہ میں ہے:

"باب الحجر الفساد: قال ابو حنیفة رحمة اللہ علیہ لایحجر علی العاقل البالغ السفیہ و تصرفہ فی مالہ جائز وان کان مبذرا مفسدا یتلف مالہ فیما لا غرض لہ فیہ ولا مصلحة وقال ابو یوسف و محمد وہو قول الشافعی یحجر علی السفیہ و یمنع من التصرف فی مالہ (لانہ مبذر مالہ بصرفہ لا علی الوجہ الذی یقتضیہ العقل فیحجر علیہ نظر الہ اعتبارا بالصبی بل اولی لان الثابت فی حق الصبی احتمال التبذیر وفی حقہ حقیقة ولہذا منع عنہ المال" (ہدایہ 3/353)

"فساد کے باعث تصرفات سے روکنے کا سبب۔۔۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: عاقل بالغ نادان کو روکا نہیں جائے گا اور اس کا مال میں تصرف جائز ہے۔ اگرچہ وہ مسرف، مفسد اور اپنے مال کو بلا غرض و مصلحت تلف کرنے والا ہو اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ و محمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: نادان کو اپنے مال میں تصرف سے روکا جائے گا اس لئے کہ وہ اپنے مال میں اسراف کرنے والا ہے اور اس میں عقلمندانہ تصرف نہیں کرے گا۔ سو ان باتوں کا لحاظ کرتے ہوئے اور بچے کا اعتبار کرتے ہوئے اسے تصرفات مالی سے روک دیا جائے گا بلکہ اسے روکنا زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ بچے کے متعلق تو اسراف کا احتمال ہے جبکہ اس کے بارے میں اسراف یقینی امر ہے جس کے باعث اسے روک دیا جائے گا۔"

ولی کی تعریف اور اس کی صفات:

اور اس کا نام ولی رکھا، کیونکہ ولی لغت میں دوست و خیر خواہ کو کہتے ہیں، چنانچہ تسمیہ میں بھی مقصود کا خیال رکھا گیا ہے جیسا کہ ہدایہ ([1]) میں ہے :

"باب الولی: وہو لغة: خلاف العدو، وشرعا: البالغ العاقل الوارث کذا فی در المختار ملخصا ولنا ما ذکرنا من تحقق الحاجة وفور الشفقة."

([1]ولی لغت میں، دشمن کے برعکس بولا جاتا ہے اور شرع میں: بالغ، عاقل اور وارث کے لئے۔" (در مختار) ([2]"

اور اس وجہ سے غیر عاقل کی بجائے عاقل کو ولی بنایا گیا ہے جیسا کہ در مختار کی عبارت سے ظاہر ہے، کما لا یخفی علی الماہر بالشریعة۔ اسی لئے ولی کو صرف ان تصرفات کا اختیار ہے جن میں صغیرین کا نفع متصور ہو اور جن میں صغیرین کا سراسر ضرر ہو اس سے ولی کو منع کیا اور اجازت نہیں دی، جیسا کہ صغیرین کے مال کو عاریتا دینا یا ہبہ کرنا یا اس کے مال سے اپنے ہبہ کا عوض لینا جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

"لانہ یملک علیہ الدائر بین النافع والضار فاولی ان یملک النافع" ([3]1

"اس لئے کہ وہ نفع و نقصان کرنے والی اشیاء کے مابین گردش کرنے والی چیز کا مالک ہے۔ دونوں کا احتمال ہے، سو بہتر ہو گا کہ وہ نفع دینے والے تصرفات کا مالک ہو۔"

اور در مختار شرح تنویر الابصار میں ہے:

"ولیس للاب اعارة مال طفلہ لعدم البدل"

"باپ کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بیٹے کا مال ادھار دے کہ اس کا بدل نہیں ہے۔"

مزید درمختار ہی میں ہے:

"لایجوز للاب ان یعوض عما وہب للصغیر من مالہ"

"باپ کے لئے جائز نہیں کہ بچے کے مال سے عوض لے اس کے باعث اس نے جو اسے ہبہ کیا تھا۔"

اسی وجہ سے جب ولی خائن، مفسد اور نقصان کرنے والا ہو۔ یعنی اس کی ولایت میں صغیرین کی حق تلفی کا امکان ہو، اگرچہ وہ باپ ہی ہو تو وہ ولی نہیں رہے گا اسے ولایت سے موقوف کر دیا جائے گا:

"(الاب ولی اشفق مالم یکن مفسدا او خائنا منہکا " (فتاویٰ غیاثیہ"

"باپ مشفق ولی ہوتا ہے، جبکہ وہ مفسد، خائن اور تلف کرنے والا نہ ہو۔"

کیونکہ ولایت کی غرض مفقود ہوگئی۔ کما مر سابقاء اور اس سبب سے ولایت میں قرب قرابت کا لحاظ رکھا جو کہ از روئے قرابت صغیرین کے سب سے قریب ہو اس کو ولی بنایا پھر اقرب فالاقرب، کیونکہ اقرب میں باعتبار اَبعد کے زیادہ شفقت پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ عبارت ذیل سے ظاہر ہے:

"[4](2/316 (ہدایہ" والترتیب فی العصبات فی ولایۃ النکاح کالترتیب فی الارث فالابعد محجوب بالاقرب)[

"ولایت نکاح میں عصبات کی ترتیب وراثت میں ترتیب کی مانند ہے، سو قریب والا دور والے کے لئے حاجب ہوگا۔"

خلاصہ کلام:

خلاصہ اس بحث کا یہ ہے کہ جس کو زیادہ شفقت ہو وہی ولی ہوگا ولایت کی بنیاد شفقت ہے، جس میں شفقت کم ہے وہ اس کے مقابلہ میں جس کی شفقت کامل ہے ولی نہیں بن سکتا۔ اسی وجہ سے بھائی وغیرہ کی ولایت لازم نہیں، کیونکہ اس کی شفقت قاصر ہے جیسا کہ عبارت ذیل سے عیاں ہے:

"[5]"(ہدایہ) ولہما ان قرابۃ الاخ ناقصۃ والنقصان یشعر بقصور الشفقۃ لیتطرق الخلل الی المقاصد)[

"اور دونوں کے نزدیک بھائی کی قرابت ناقص ہے اور نقصان کی خبر شفقت کی کمی سے ہوتی ہے تاکہ خلل مقاصد تک پہنچ سکے۔"

... سو جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ ولایت کی اساس شفقت اور صغیرین کے فائدہ پر منحصر ہے۔ کما لایخفی علی من لہ ادنی درایۃ

تو میں کہتا ہوں:

کہ صورتِ مسئولہ میں ولی اقرب کی عدم شفقت اور ولی ابعد کی شفقت کالشمس فی نصف النہار واضح ولائح ہے کیونکہ اگر اس کو تھوڑی سی شفقت و محبت ہوتی تو وہ کبھی کبھار نابالغوں کی خبر گیری ضرور کرتا اور بالکل بے سرو کار نہ رہتا۔ اس کا اس طرح بے تعلق رہنا صراحۃ عدم شفقت پر دال ہے۔ کما لایخفی من لہ ادنی تامل۔ اور نابالغہ کا ضرر بھی اس کی ولایت میں متصور ہے۔ جیسا کہ سوال سے ظاہر ہے اور حالانکہ ولایت سے مقصود صغیرین کا فائدہ ہے نہ کہ ضرر، کما مر مفصلا مدللا۔ پس وہ اقرب ولی کیونکر بن سکتا ہے۔ کما لایخفی علی من فقہہ اللہ فی الدین، نیز وہ فاسق بھی ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

(کذا فی الوجیز الکردری) غاب الولی او عضل او کان الاب والجد فاسقان ([6]) فللقاضی ان یزوجہا من کفو)

"کہ ولی غائب ہوگیا یا علیحدہ ہوگیا یا باپ دادا دونوں فاسق ہیں تو قاضی کو حق حاصل ہے کہ اس عورت کا کفو (مساوی) سے نکاح کردے"

واللہ اعلم بالصواب۔ قد حررہ العاجز المحصین محمد یٰسین الرحیم آبادی ثم العظیم آبادی

اسمائے گرامی مؤیدین علمائے کرام:

الجواب صحیح۔ کتبہ ابو محمد عبدالرحمن الفنجابی

محمد یوسف 1303ھ

عبدالرؤف 1303ھ

ابو محمد عبدالحق 1305ھ

سید محمد عبدالسلام غفرلہ 1299ھ

خادم شریعت رسول الاداب ابو محمد عبدالوھاب

محمد طاہر سلہٹی 1304ھ

جواب ہذا صحیح ہے۔ حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ

الجواب صحیح۔ ابوالقاسم محمد عبدالرحمن غفرلہ الرحمن

---

[1] درالمختار2/143

[2] درالمختار2/143

[3] ہدایۃ4/271

[4] ہدایۃ2/361

[5] (ہدایۃ2/338)لاہور

[6] فتاویٰ عالمگیری (عربی)1/285،اردو2/159

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ نواب محمد صدیق حسن

صفحہ:195

محدث فتویٰ